JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 18, Issue: 02, Jan – Jun 2025

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

تعلیم وتدریس میں تنظیم اوقات کی اہمیت: قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

The Importance of Time Management in Teaching and Learning: An Analytical Study in the Light of the Quran and Sunnah

Kashmala*
M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies,
Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.
Dr. Saima Farooq**
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies,
Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

Time is one of the most valuable blessings emphasized repeatedly in Islamic teachings. The Qur'an and Sunnah provide profound guidance on the significance of time, its proper utilization, and the consequences of wasting it. This research paper explores the importance of time management in the field of education and teaching, highlighting its impact on academic success, discipline, and character development. It investigates how organized time allocation enhances the quality of teaching and learning by promoting systematic planning, goal setting, and punctuality. The study analyzes relevant Qur'anic verses and prophetic traditions that encourage the believers to value time, make the most of every moment, and stay accountable for their actions. In the context of education, the paper underscores that both teachers and students must adhere to a disciplined schedule to maximize productivity and spiritual growth. Effective time management contributes not only to academic excellence but also to the holistic development of learners, fostering a sense of responsibility, self-regulation, and respect for others' time. Additionally, the research emphasizes that contemporary educational institutions should integrate Islamic principles of time organization into their operational strategies. Doing so can help nurture a generation that excels both in knowledge and character. The study concludes that time management, rooted in divine guidance, is essential for building a purposeful, disciplined, and successful educational environment.

Keywords: *Time, Education, Teaching, Qur'an, Sunnah*

تنظیم اوقات، تنظیم کائنات کی بنیاد ہے۔ کائنات کے نظام میں تواتر و تسلسل اور یکسانیت میں اوقات کی عمدہ تنظیم موجود ہے اور سب اسی نظم کے تحت ارتقاء پذیر ہے۔ قرآن وحدیث میں اوقات کی تنظیم میں تخلیق کے فطری اصول کو مختلف جہات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ دین و دنیا کہ ہر چھوٹے بڑے کام کو سرانجام دینے کا ایک مخصوص و متعین طریقہ کار، ترتیب، اصول وضوابط اور مخصوص اوقات اور آداب ہوتے ہیں۔ باقی تمام کاموں کی طرح درس و تدریس اور علم حاصل کرنے میں بھی بہتری، پختگی، اور کامیابی وقت کی پابندی اور نظم وضبط سے ہی آتی ہے۔ اس کے برعکس جو کام غیر مرتب، بدنظمی سے کیا جائے تو وہ نہ صرف غیر پختہ، بکھرا ہوا اور پائیداری سے خالی ہو گا، بلکہ اس میں بعض اوقات دوسرے لوگوں کی حق تلفی، ان کے ساتھ زیادتی، وقت کا ضیاع اور دوسرے لوگوں کے لیے اکتاہٹ کا بھی باعث بن سکتا ہے۔ وقت کی ایک اہم ترین جہت حصول علم کے لیے وقت کا مقرر کرنا ہے۔ بے ترتیبی سے حصول علم ممکن نہیں ہوتا، اسی لیے آپ ﷺ بھی درس و تدریس میں اوقات کی تنظیم کا اہتمام فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الجامع المسند الصحیح مختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ" میں باقاعدہ باب "من جعل لاهل العلم ايام معلوما" یعنی سیکھنے کے لیے متعین دن مقرر کرنا) کے تحت حدیث لاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ : أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ ، وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا [1]

"عبداللہ (ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ) ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمن رضی اللہ تعالی عنہ! میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں ہر روز وعظ سنایا کرو۔ انہوں نے فرمایا، تو سن لو کہ مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کا وقت تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقات فرصت کا خیال رکھتے تھے۔"

نبی ﷺ تبلیغ اور وعظ کے لیے صحابہ کرام کے اوقاتِ توجہ ونشاط کا خیال رکھتے تھے۔ بعض علماء واصحاب اپنی تبلیغ کو گھنٹوں تک جاری رکھتے ہیں یہ خیال کیے بغیر کہ یہ سامعین کے لیے اکتاہٹ اور ملال کا باعث بن سکتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ زیادہ عمل کرنے کی بجائے تھوڑا عمل بھی نہ کریں۔ یعنی تعلیمی نظم وضبط برقرار رکھنے کے لیے اوقات تعلیم کی تقسیم اور تعیین ضروری ہے۔ تاکہ معلمین اور متعلمین کا تعلیمی وقت ضائع نہ ہو۔ اور علم کی طرف رغبت اور تعلیم حاصل کرنے میں ان کی دلچسپی قائم رہے۔ اور وہ منظم انداز سے علم حاصل کر کے اس کو باآسانی عمل میں لا سکیں۔ درس و تدریس میں ترتیت و تنظیم ضروری ہے۔ یعنی آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ بنیادی تعلیمات سے تفصیل کی طرف لے جایا جائے۔ تربیت و تعلیم میں تدریجی

انداز اختیار کیا جائے۔ یعنی ابتداء میں دین کی عبادات کی ادائیگی اور معاملات میں متشددانہ رویہ نہ رکھا جائے۔ اگر ابتدا تھوڑے علم سے کرائی جائے اور تدریجاً شوق دلایا جائے تو یہ زیادہ ثمر آور ہے۔ اس کی مثال یوں بھی ہے کہ لمبی دوڑوں کے مقابلے میں آغاز انتہائی سست رفتار سے دوڑنے کے ساتھ کیا جاتا ہے، جو شروع ہی سے تیز دوڑتا ہے جلد تھک ہار کر گر جاتا ہے۔[2]

اگر ایک متعلم اپنے علم کے مطابق چاہے تو پوری کتاب ایک ہی وقت میں شاگردوں کو سنادے، لیکن اس طرح نہ تو شاگرد اس کو اپنے حافظہ میں محفوظ کر سکیں گے، اور نہ ہی بہتر طریقے سے عمل کر پائیں گے۔ بلکہ فائدہ کے بجائے نقصان ہونے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ یعنی کچھ تعلیمات ان کے ذہن میں آدھی ادھوری یاد رہ جائیں گیں۔ جس کی وجہ سے وہ انہیں اپنی عملی زندگی میں مکمل طور پر نافذ نہیں کر پائیں گے۔ اس کے علاوہ اتنا لمبا دورانیہ ان کے لیے اکتاہٹ کا باعث بھی بنے گا۔ جس سے تعلیم کی طرف ان کا رجحان کم ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا نظام کائنات، انسان کی تعلیم و تربیت کے لیے اوقات کی پابندی اور نظم وضبط کا پابند دکھائی دیتا ہے۔ جیسے قرآن کریم کے بتدریج نازل ہونے میں بھی درس و تدریس کے لیے اوقات کی تنظیم کا سبق ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تربیت براہ راست خود رب ذوالجلال نے فرمائی، اور قرآن پاک کو وقت اور حالات کے پیش نظر تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا[3]

"اور کافروں نے کہا اس پر قرآن سارا کا سارا ایک ساتھ ہی کیوں نہ اتارا گیا اسی طرح ہم نے (تھوڑا تھوڑا کر کے) اتارا تاکہ اس سے ہم آپ کا دل قوی رکھیں، ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھ سنایا ہے۔"

"اَلتَّرْتِیْلُ کسی چیز کا حسن تناسب کے ساتھ منتظم اور مرتب ہونا، اور تَرتِیل کے معنی سہولت اور حسن تناسب کے ساتھ کسی کلمہ کو ادا کرنے کے ہیں، "ورتلنہ ترتیلا" اور ہم نے اسے نہایت عمدہ ترتیب اور تناسب کے ساتھ اتارا۔[4]

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رب کریم نے اس آیت میں قرآن کو بتدریج نازل کرنے اور وقت و حالات کے پیش نظر آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بہت سی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ تاکہ قرآن پاک لفظ بالفظ آپ ﷺ کے حافظہ میں محفوظ ہو سکے، کیونکہ قرآن کی تبلیغ و اشاعت تحریری صورت میں نہیں بلکہ نبی امی ﷺ کے ذریعے سے ان پڑھ قوم میں زبانی تقریر کی شکل میں ہو رہی ہے۔

۲۔ احکام و ہدایت کا بتدریج نازل کرنا زیادہ مبنی برکت ہے۔ ورنہ اگر سارا قانون اور پورا نظام حیات بیک وقت بیان کر کے اسے قائم کرنے کا حکم دے دیا جاتا، تو یہ آپ ﷺ اور آپ کے پیروکار کے لیے مشکل کا باعث بنتا۔

۳۔ اللہ تعالی نے ہر حکم موقع کی مناسبت پر، اور اس کے وقت پر نازل فرمایا۔ تاکہ آپ ﷺ کے قلب کو مطمئن رکھ سکے اور آپ کے دل پر بوجھ نہ ڈالے۔"[5]

اگر ہم چاہتے تو اس قرآن کو ایک ہی مرتبہ نازل فرما دیتے، لیکن سوال تمہارے متحمل اور لوگوں کی تعلیم و تربیت کا بھی تھا، آپ ﷺ اس کا وزن نہ اٹھا سکتے اور نہ ہی لوگوں کے اوپر صحیح طریقہ سے اتمام حجت ہو سکتا۔[6]

قرآن پاک کو بتدریج نازل کیا گیا تاکہ اس کے احکام اور تعلیمات کو آسانی سے سمجھا جا سکے، اور اس پر عمل کرنا سہل ہو جائے۔ اس تدریجی نزول کا مقصد یہ بھی تھا کہ نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کو مختلف حالات اور مواقع پر ہدایت فراہم کی جا سکے اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا جا سکے۔ اس طرح، قرآن مجید کی تعلیمات وقت کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں مرحلہ وار متعارف کروائی گئیں، جو مسلمانوں کی تربیت اور رشد و ہدایت کے لیے ضروری تھیں۔

وقت کی تنظیم کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ موقع و محل کی مناسبت سے علم سکھایا جائے، یعنی کسی آدمی کی استعداد و صلاحیت کے معیار اور نصیحت کرتے وقت موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے علم سکھایا جائے۔ یعنی جو علم جس موقع پر ضروری ہو اور جس علم کا جو محل ہو اس کے مطابق سکھایا جائے۔ مثلاً کسی شرابی کو نشے کی حالت میں جبکہ اس کا ذہن ماؤف ہو اور اچھے اور برے کی تمیز نہ کر سکے تو اس وقت قرآن کی آیات پڑھ کر اس کو شراب کی حرمت کے بارے میں نصیحت کرنا وقت اور الفاظ کو ضائع کرنے کہ مترادف ہو گا، اور ممکن ہے کہ سننے والا ہوش و حواس میں نہ ہونے کی وجہ سے کوئی گستاخی کر دے، اسی طرح اگر کوئی آدمی عام عوام اور کم فہم والے لوگوں کے سامنے ایک ہی بار میں تصوف کے اسرار و معانی اور اس کی باریکیاں بیان کرنے لگ جائے تو انہیں اس کا فائدہ ہونے کی بجائے گمراہ ہونے کا زیادہ خدشہ ہے۔

امور کا فہم اور اوقات کی تنظیم

انسانی زندگی میں وقت اور تعلیم کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اور اللہ تعالی زندگی کے بارے میں انسان کو نصیحت کرتا ہے۔ قرآن حکیم اور حدیث مبارکہ میں موجود انسانی زندگی کے ہر گزرتے ہوئے دور کے بارے میں جو تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا فہم و شعور رکھنا اور اس کے مطابق اپنی علمی، عملی، عقلی، سماجی اور شعوری زندگی کو ہر گزرتے وقت کے ساتھ بہترین طریقے سے گزارنا بہت اعلیٰ درجے کا کام ہے۔ جس طرح انسان کی زندگی کا وقت گزرتا ہے، ان گزرتے ہوئے ادوار کو منظم طریقے سے گزارنے کے لیے ان کی بروقت تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ومسلمة[7]

"آپ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> "حضور پر نور ﷺ کے اس فرمان "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" کا معنی یہ ہے کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کے مسائل سیکھے جس پر اس کی لاعلمی کو قدرت نہ ہو۔"[8]

اسلامی تعلیمات کا فلسفہ تعلیم میں اوقات کی تنظیم کا مقصد در حقیقت انسانیت کی تربیت اور کردار سازی ہے۔ اللہ تعالی نے ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے علم کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ انسان جس مقصد کے لیے خلیفہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا گیا ہے وہ مقصد بغیر علم کے پورا نہیں ہو سکتا۔

"ماں کی گود سے قبر تک علم حاصل کرو" تمام زندگی علم حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے، یعنی علم انسانی زندگی کے ہر پہلو اور ہر گزرتے وقت کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے یا شعور کی منزل کو پہنچتا ہے، تو اس کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی ذات و صفات کی معرفت حاصل کرے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت اور ان کی سکھائی گئی تعلیمات کو جانے اور جن چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے اس کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے۔ زندگی کے ہر پہلو میں عمل کی بنیاد علم ہے یعنی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو اعتقادات ہو یا عبادات، تعلقات ہوں یا کسی بھی قسم کے معاملات تمام چیزوں کے بارے میں بصیرت حاصل کرنا اور وقت آنے پہ انہیں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنا فرض ہے۔ اور یہ اسی صورت ہو سکتا ہے جب ہر ایک مسلمان کو ان سب معاملات کے پیش آنے کے وقت ان کے بارے میں علم ہو۔ مثلاً عملی زندگی میں ضروری ہے کہ اعمال کے احکام کا علم ہو۔ یعنی انسان جب بالغ ہو جائے اور اس پر نماز کا ادا کرنا فرض ہو تو اس پر نماز کے احکام و مسائل سیکھنا واجب ہو گا، اسی طرح جب رمضان کے روزے فرض ہو جائیں تو روزے کے احکام کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے، بچیوں کے بالغ ہو جانے پر انہیں حیض و نفاس کا علم، اسی طرح عائلی زندگی کے معاملات، جس وقت نکاح ہو جائے تو نکاح، طلاق، خلع، مہر، عدت کے مسائل اور جن کا تعلق میاں بیوی کی باہمی زندگی اور ان کے تعلقات سے ہے ان کے بارے میں علم رکھنا، اور اگر کوئی صاحب نصاب ہے، تو زکوۃ کے مسائل جاننا، اسی طرح تجارت و زراعت حلال و حرام سود خرید و فروخت کے احکام و مسائل سیکھنا فرض ہے، جبکہ وقت پڑنے پر ان سب معاملات کے بارے میں علم نہ ہونے کی صورت میں انسان ہر جگہ حدود و شریعت سے تجاوز کرتا رہے گا اور دینی احکام سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کا عمل اور فعل شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اس لیے زندگی کے تمام مراحل میں ہر پہلو کو عمدہ طریق پر انجام دینے کے لیے اور امور کے بہترین فہم کے لیے اوقات کار کو منظم کیا جائے۔

طالب علم کا اپنے وقت کو منظم کرنا

اوقات کو بہترین طریقے سے استعمال کرنے کا بہترین ذریعہ علم حاصل کرنا ہے۔ وقت بہت قیمتی ہے اور اس قیمتی چیز کو کسی قیمتی چیز میں ہی استعمال کرنا عقلمندی ہے اور علم کی دولت سے بڑھ کر قیمتی کوئی چیز نہیں ہے۔ وقت اور علم اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں میں سے خاص نعمتیں ہیں۔ طالب علم کو ہمیشہ اپنے وقت کی قدر کرنی چاہیے کہ اس سے نصب العین کا تعین اور اس کا حصول آسان ہوتا ہے۔ اور ایک مسلمان کا نصب العین عبادت کرنا اور علم حاصل کرنا ہے۔ یہ وہ طاقت و قوت ہے جس نے دربار خداوندی میں انسان کی فضیلت فرشتوں پر ثابت کی ہے۔ علم کی طاقت سے ہی انسان خود شناس اور خدا شناس ہوتا ہے۔ علم کے ذریعے ایک نسل

دوسری نسل کو اپنا تہذیبی اور تمدنی ورثہ منتقل کرتی ہے۔ تاکہ ان کے آنے والے ورثاء اقوام عالم کے شانہ بشانہ زندگی کی دوڑ میں شریک ہو سکیں۔ اور یہ سب اس وقت ممکن ہے جب علم کی طلب رکھنے والا طالب علم اپنے وقت کی پابندی کرے گا۔

مصری شاعر اور ادیب احمد شوکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

دقات قلب المرء قائلة له ان الحياة دقائق وثوان[9]

"ہر شخص کہ دل کی دھڑکن اسے بتاتی ہے کہ زندگی منٹوں اور سیکنڈوں کی ہے۔"

جو طالب علم اپنے وقت کی منصوبہ بندی نہیں کرتا، باقاعدہ کسی ٹائم ٹیبل پر عمل درآمد نہیں کرتا، ہمیشہ دیر سے پہنچتا ہے، لاپرواہی والا رویہ اختیار کرتا ہے، فضول باتوں کی طرف دھیان دیتا ہے جن سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ اور شب و روز کا اکثر وقت فقط سونے یا بستر پر بیماروں کی طرح پڑے رہنے میں گزار دیتا ہے، تو وہ فلاح، کامیابی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔

چھٹی صدی کے مشہور عالم علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کے لیے ایک نصیحت نامہ "لفتته القكبد في نصيحة الولد" کے نام سے لکھا، وقت کی اہمیت اور عمر عزیز کی قدر و منزلت کے سلسلے میں وہ اس میں لکھتے ہیں:

> "بیٹے! زندگی کے دن چند گھنٹوں، اور گھنٹے چند گھڑیوں سے عبارت ہے، زندگی کا ہر سانس گنجینہ ایزدی ہے، ایک ایک سانس کی قدر کیجیے کہ کہیں بغیر فائدہ کے نہ گزرے، تاکہ کل قیامت میں زندگی کا دفینہ خالی پاکر اشک ندامت نہ بہانے پڑیں، ایک ایک لمحہ کا حساب کریں کہ کہاں صرف ہو رہا ہے، اور اس کوشش میں رہیں کہ ہر گھڑی کسی مفید کام کو کرنے میں گزرے اور بیکار زندگی گزارنے سے بچیں۔"[10]

یہ عمل محال ہے کہ اللہ تعالی سرگرم عمل لوگوں کے مقابلے میں کاہلوں کی اور متحد و منظم لوگوں کے مقابلے میں ان لوگوں کی مدد فرمائے جو انتشار کا شکار ہوں، یہ سنت الٰہی کے خلاف ہے کہ وہ منظم گروہ کے مقابلے میں پراگندہ حال لوگوں کا اور منصوبہ بند لوگوں کے مقابلے میں بے پرواہ لوگوں کا مددگار ہو یا اپنی ملت کے غم میں فکر مند رہنے والوں کو چھوڑ کر وہ ان لوگوں کی مدد کو پہنچے جنہیں اپنے ذاتی مفاد کے سوا کسی چیز کی فکر دامن گیر نہیں ہوتی۔ امام عبد الرحمن بن الجوزیؒ اپنی کتاب حفظ العمر میں علم حاصل کرنے کے لیے تنظیم اوقات کی بہترین مثال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "اگر دو بھائی ہوں اور ان میں سے ایک بچپن ہی سے علم کے حصول میں لگا ہو اور دوسرا بیکار بیٹھا رہے، پھر جب عمر رسیدہ ہوں اور ایک جگہ پر بیٹھے ہوں تو اس پر تو علم و تقویٰ کے حصول کے سبب تعب و تکان کہ آثار نمایاں ہوں گے، مگر دوسرے پر راحت کا کوئی نشان نہیں ہوگا، بلکہ اگر وہ سوچے تو سوائے حسرت کے کچھ حاصل نہ کر پائے گا، پس عقلمند شخص کے لیے مقام افسوس ہے کہ بیکاری کو ترجیح دیتا ہے اور نجات دہندہ چیز سے غافل اور لاپرواہ ہے۔"[11]

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی موثر انداز میں اس کی تعبیر اس طرح کی ہے "روزانہ طلوع فجر کے وقت دن پکارتا ہے: اے ادم کے بیٹو! میں ایک نئی مخلوق ہوں اور تمہارے عمل پر گواہ ہوں، تم مجھ سے خوب فائدہ اٹھالو، اس لیے کہ میں جانے کے بعد قیامت تک نہیں لوٹوں گا۔[12]

جو شخص علم حاصل کرنے میں اخلاص نیت اور وقت کی پابندی کرتا ہے تو یہ علم اس کے لیے دنیا میں شیطان سے لڑنے کا ہتھیار اور اخرت میں کامیابی کا باعث بنتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ))[13]

"حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہ (یعنی عالم دین) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔"

شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اور وہ ہر وقت انسان کو وسوسے میں ڈالتا رہتا ہے۔ اور برائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ لیکن بہترین عالم ہزار عابدوں کی نسبت شیطان کے ہر داؤ کو سمجھتا ہے، اور وہ خود بھی گمراہ ہونے سے بچتا ہے، اور دوسروں کو بھی گمراہ ہونے سے بچاتا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں ضائع ہو جانے کے بعد واپس آسکتی ہیں لیکن ضائع شدہ وقت واپس نہیں آسکتا۔

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ : الصِّحَّةُ ، وَالْفَرَاغُ))[14]

"نبی کریمؐ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔"

یہ دونوں فائدے کے اسباب میں سے ہیں۔ اسی لیے جب اللہ تعالی نے انسان کو جوانی، صحت اور اور علم حاصل کرنے کے لیے فرصت کے وقت سے نوازا ہے، تو ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے وقت کو بہترین طریقے سے استعمال کرتے ہوئے اس کو فائدے میں لائے۔ جب ایک طالب علم اپنے وقت کو علم حاصل کرنے میں لگاتا ہے تو فرشتے اسکے لیے دعا کرتے ہیں۔

امام حسن البنار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جس نے وقت کی حقیقت کو جان لیا اس نے زندگی کو سمجھ لیا کیونکہ وقت ہی زندگی ہے۔"[15]

انسان کو فضیلت، تقوی کا حصول اور صحیح طرز زندگی کے بنیادی اصول خالص علم کے ذریعے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اور خالص علم تب ہی حاصل ہوتا ہے جب سیکھنے کے لیے اپنے وقت کو منظم طریقے سے استعمال کیا جائے۔

ابن عقیلؒ اپنی زندگی کا ایک گھنٹہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے: "میرے لیے جائز نہیں کہ میں اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع کروں، یہاں تک کہ جب میری زبان مذاکرات مباحث سے معطل ہو جاتی ہے، یا میری نظر مطالعے سے تھک جاتی ہے، تو میں آرام کی حالت میں لیٹے ہوئے بھی اپنے ذہن کو مصروف رکھتا ہوں اور میں اس وقت تک نہیں اٹھتا جب تک میرے ذہن میں کوئی ایسی بات نہ آجائے جس سے میں لکھ سکوں۔ اور میں اپنے بڑھاپے کی عمر میں علم کے حصول کی اتنی ہی شدید خواہش محسوس کرتا ہوں، جتنی کہ میں 20 سال کی عمر میں محسوس کرتا تھا۔[16]

امام نوویؒ نے اپنی معرکہ آراء کتاب "المجموع" کی شاندار تمہید میں فرمایا:

> "طالب علم کے لیے مناسب ہے کہ وہ خالی وقت، نشاط، جوانی، جسمانی قوت، ذہنی پیداواری، اور کم مشغولیت کے اوقات میں حصول علم کو غنیمت سمجھے اس سے پہلے کہ بیکاری کے عوارض لاحق ہوں۔[17]

جب انسان اپنا وقت علم کے حصول میں لگاتا ہے تو وہ وقت کا بہترین استعمال ہوتا ہے۔ علم سے انسان باشعور ہوتا ہے۔ قرآن میں غور و فکر کرنے، علم نافع حاصل کرنے میں اپنا وقت لگانا اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کی زندگی کو بدلنا ہی ایک بہترین مومن کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔

> (وقال عبدالله بن مسعود: ما ندمت على شيء ندمي على يوم غربت فيه شمسه نقص فيه اجلي ولم يزدد فيه عملي)[18]
>
> "حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ اپنے اس دن پر نادم ہوتا ہوں جس کا سورج ڈوب جاتا ہے اور میری عمر کا ایک دن کم ہو جاتا ہے مگر اس میں میرے عمل کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے۔"

ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میرے اوپر کوئی ایسا دن گزرتا ہے جس میں کسی ایسے علم کا اضافہ نہیں ہوتا ہے، جو مجھے اللہ سے قریب کر دے تو میں اس دن کو اپنے لیے بے برکت تصور کرتا ہوں۔[19] ایک حکیم کا قول ہے کہ جس نے اپنی عمر کا کوئی دن اس حال میں گزارا کہ نہ تو کسی حق کا فیصلہ کیا، نہ کوئی فرض ادا کیا، نہ مسجد و شرف کی بنیاد رکھی، نہ کوئی قابل تحسین کام کیا، اور نہ کوئی علم حاصل کیا تو اس نے اپنے اس دن کے ساتھ بد سلوکی کی اور اپنے اوپر ظلم کیا۔[20]

تعلیم انسان کو ذہنی وسعت عطا کرتی ہے۔ اصل ترقی فرد کی فکری ترقی ہوتی ہے۔ اور تعلیم کسی فرد کے اندر یہ شعور پیدا کرتی ہے کہ غور و فکر اور تجربے کے ذریعے حقیقت تک پہنچنے کے قابل ہو جائے۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جب تمام لوگ تعلیم کی اہمیت کو پہچانتے ہوئے اپنے اوقات کو منظم کریں۔

آپ ﷺ کی حیات میں اوقات کی تنظیم

حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ ایک خاص ترتیب، وقت کی پابندی اور نظم و ضبط کا مرقع تھا۔

عن ابن أبي هالة عن الحسن بن علي قال: سألت خالي هند بن أبي هالة، وكان وصافا عن حلية رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأنا أشتهي أن يصف لي منها شيئ.....قال الحسين: فسألت أبي عن دخول رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: كان إذا أوى إلى منزله جزّأ دخوله ثلاثة أجزاء جزءا لله وجزءا لأهله، وجزءا لنفسه. ثم جزّأ جزأه بينه وبين النّاس فيردّ ذلك بالخاصة على العامة [21]

"حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے جناب رسول اللہ ﷺ کے مکان پر تشریف لے جانے کے حالات دریافت کیے، تو آپ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ مکان میں تشریف رکھنے کے وقت کو تین حصوں پر منقسم فرماتے تھے۔ ایک حصہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت میں خرچ فرماتے،۔ دوسرا حصہ گھر والوں کے ادائے حقوق میں خرچ فرماتے تھے، تیسرا حصہ خاص اپنی ضروریات راحت و آرام کے لیے رکھتے تھے، پھر اس اپنے والے حصہ کو بھی دو حصوں پر اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، اس طرح کہ خصوصی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس وقت میں داخل ہوتے، ان خواص کے ذریعہ سے مضامین عوام تک پہنچتے۔"

ایک حصہ اللہ تعالی کی اطاعت و عبادت کے لیے یعنی نماز وغیرہ پڑھتے تھے، دوسرا حصہ اہل و عیال کے لیے مثلاً ان سے ہنسنا، بولنا، بات کرنا، ان کے حالات کی تحقیق کرنا۔ اور تیسرا حصہ اپنی ذات (آرام و راحت) کے لیے، آرام و راحت کی اوقات میں سے ایک حصہ آپ ﷺ عام و خواص کے لیے صرف فرمادیتے اور اس میں آپ ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ اہل علم و فضل کو عذاب و اطوار سے روشناس کرانے میں ترجیح دیتے۔ دینی حالت و مرتبہ کے موافق ان کی تربیت میں اس وقت کو تقسیم کرتے بعض کو ایک ضرورت لاحق ہوتی اور بعض کو دو اور بعض متعدد ضروریات میں مبتلا ہوتے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ مشغول ہو جاتے اور ان کو اصلاحی امور میں مصروف رکھتے اور ان کو مناسب امور سے آگاہ کرتے اور ان کو مسائل سے باخبر کر کے فرماتے :(ليبلوغ الشاهد الغائب) "حاضر کو چاہیے کہ غائب تک یہ بات پہنچادے۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کی زیارت کے لیے آتے اور آپ ﷺ سے علوم و آداب حاصل کر کے جاتے (اور ایک روایت میں ہے) کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل کر کے جاتے، فقہا علماء بن کر جاتے۔"[22]

آپ ﷺ نے مردوں کی تعلیم کے ساتھ عورتوں کی تعلیم کا بھی ایک منظم اہتمام اور خاص وقت مقرر فرمایا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ، جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا

عَلَّمَكَ اللَّهُ ، فَقَالَ : اجْتَمِعْنَ ، فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا ، فَاجْتَمَعْنَ ، فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ[23]

"ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: یارسول اللہ! آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے، ہمارے لیے بھی آپ کوئی دن اپنی طرف سے مخصوص کر دیں جس میں ہم آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں اس کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔"

نبی کریم ﷺ نماز فجر کے بعد معمول کے مطابق ذکر و اذکار فرماتے اور صحابہ کرام سے ان کے رات دیکھے گئے خوابوں کے بارے میں دریافت فرماتے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا؟))[24]

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: نبی ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف رخ کرتے اور فرماتے: تم میں سے کسی نے گزشتہ رات کوئی خواب دیکھا؟"

اور پھر ان خوابوں کی تعبیر بیان فرما کر صحابہ کرام کی رہنمائی فرماتے تھے۔

حصول علم کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے اوقات کی تنظیم

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اوقات کو علم حاصل کرنے کے لیے اس طرح منظم کرتے تھے کہ وہ اپنے دین اور دنیا کو ایک ساتھ لے کر چلتے تھے، یعنی وہ معاش کے لیے بھی نکلتے تھے، اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو حاصل کرنے کا ذوق و شوق بھی رکھتے تھے۔ اور اس کے لیے اپنے اوقات کو منظم کرتے تھے، بعض روایات کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے علم حاصل کرنے کے لیے باریاں منتخب کیں ہوئیں تھیں۔

عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ، جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ، فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ[25]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اور میرا انصاری ہمسایہ جو بنو امیہ بن زید سے تھا، اور یہ قبیلہ مدینہ منورہ کے عوالی میں رہتا تھا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں باری باری حاضر ہوتے تھے، ایک

روز وہ حاضر ہوتا اور ایک روز میں۔ جس روز میں حاضر ہوتا تو اس روز کی وحی اور دیگر خبریں اسے لاکر دیتا اور جب وہ جاتا تو اسی طرح کرتا۔"

قرآن پاک کے مطابق سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا اور پہلا حکم (اَقرَأ) علم کو حاصل کرنے کا دیا گیا۔ قرآن حکیم میں تقریباً 500 کے لگ بھگ مقامات پر بلاواسطہ یا بالواسطہ حصول علم کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے. اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن پاک کے اس حکم کی تکمیل کی بہترین تصویر ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے وقت کو علم حاصل کرنے میں استعمال کیا کرتے تھے اور طلب حدیث کے لیے دور دراز کا سفر طے کیا کرتے تھے۔

عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ))[26]

"حضرت کثیر بن قیسؒ نے بیان فرمایا: میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا، اس نے کہا: اے ابو درداء! میں رسول ﷺ کے مبارک شہر سے ایک حدیث کی خاطر آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ میں کسی اور حاجت سے حاضر نہیں ہوا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے کسی راستے پر چلائے گا۔ علم حاصل کرنے والے کی خوشی کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی۔ عبادت کرنے والوں پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر، علماء ہی انبیائے کرام کے (حقیقی) وارث ہیں کیونکہ

انبیائے کرام کی میراث دینار یا درہم نہیں ہوتے، ان کی میراث علم دین ہے۔ جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے وافر حصہ پالیا۔"

رَوَى البُخَارِيُّ فِي تَرْجَمَةِ الْبَابِ فِي كِتَابِ العِلمِ: رَحَلَ جَابِرُ بنُ عَبدِاللهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ إِلَى عبدالله بنِ أُنيسٍ فِي حَدِيثٍ واحِدٍ[27]

"امام بخاری نے کتاب العلم کے ترجمۃ الباب (باب الخروج فی طلب العلم) میں بیان کیا ہے: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف ایک حدیث کی خاطر ایک مہینے کا سفر طے کیا۔"

یہ وہ لوگ تھے جو علم کے سمندر تھے اور عمل کے پیاسے تھے۔

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ؛ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ؛ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللهِ، تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ، لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ[28]

"مسروق کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، قرآن کریم کی کوئی سورت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس کے متعلق مجھے یہ علم نہ ہو کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص اللہ کی کتاب کا مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور اونٹ کی سواری وہاں پہنچ سکتی ہے تو میں ضرور اونٹ پر سوار ہو کر اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔"

صحابہ کرام سفر کے دوران بھی اپنے اوقات کو منظم کر کے چلتے تھے۔ یعنی علم حاصل کرنے کے علاوہ وہ اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، يَقُوْلُ: خَرَجَ أَبُوْ أَيُّوْبَ إِلَى عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَهُوَ بِمِصْرَ، يَسْأَلُهُ عَنْ حَدِيْثٍ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُهُ وَغَيْرُ عُقْبَةَ. فَلَمَّا قَدِمَ، أَتَى مَنْزِلَ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ — وَهُوَ أَمِيْرُ مِصْرَ — فَأَخْبَرَ بِهِ، فَعَجِلَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ، فَعَانَقَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا أَيُّوْبَ؟ فَقَالَ: حَدِيْثٌ، سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي وَغَيْرُ عُقْبَةَ، فَابْعَثْ مَنْ يَدُلُّنِي عَلَى مَنْزِلِهِ. قَالَ: فَبَعَثَ مَعَهُ مَنْ يَدُلُّهُ عَلَى مَنْزِلِ عُقْبَةَ، فَأُخْبِرَ عُقْبَةُ بِهِ، فَعَجِلَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ،

فَعَانَقَهُ وَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا أَيُّوْبَ؟ فَقَالَ: حَدِيْثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ غَيْرِي وَغَيْرُكَ فِي سِتْرِ الْمُؤْمِنِ؛ قَالَ عُقْبَةُ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((مَنَ سَتَرَ مُؤْمِنًا فِي الدُّنْيَا عَلَى خِزْيِهِ، سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَ لَهُ أَبُوْ أَيُّوْبَ: صَدَقْتَ. ثُمَّ انْصَرَفَ أَبُوْ أَيُّوْبَ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَرَكِبَهَا رَاجِعًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَمَا أَدْرَكَتْهُ جَائِزَةُ مُسَلَّمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ إِلَّا بِعَرِيْشِ مِصْرَ[29]

عطاء بن ابی رباحؒ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو ایوبؓ عقبہ بن عامرؓ کے پاس گئے اور وہ اس وقت مصر میں تھے۔ وہ ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھنے کے لیے مصر گئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ اور عقبہ کے علاوہ کوئی اور نہیں بچا تھا کہ جس نے وہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ جب وہ مصر پہنچے تو مسلمہ بن مخلد انصاری کے گھر آئے جو مصر کے امیر تھے۔ انہیں ان (ابو ایوب کی آمد) کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ تیزی سے ان کی طرف باہر آئے، ان سے معانقہ کیا پھر پوچھا: اے ابو ایوب! آپ کو کیا چیز یہاں لے کر آئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک حدیث مبارکہ جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سننے والا میرے اور عقبہ کے علاوہ کوئی اور شخص باقی نہیں ہے، آپ میرے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو مجھے عقبہ کا گھر دکھا دے۔ راوی نے کہا کہ مسلمہ نے ان کے ساتھ ایک شخص کو بھیجا جس نے ان کو عقبہ کا گھر دکھا دیا۔ عقبہ بن عامرؓ کو ان کی آمد کی خبر دی گئی تو وہ تیزی سے ان کی طرف باہر آ گئے، ان سے معانقہ کیا اور پوچھا: اے ابو ایوبؓ! آپ کو کیا چیز یہاں لے کر آئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک حدیث مبارکہ، جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اور میرے اور آپ کے علاوہ مومن کی پردہ پاشی کے بارے میں اس حدیث کو سننے والا کوئی اور شخص باقی موجود نہیں۔ عقبہ نے کہا کہ ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کسی نے اس دنیا میں کسی مومن کی رسوائی پر اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، پھر حضرت ابو ایوبؓ اپنی سواری کی طرف پلٹے، مدینہ کی طرف واپسی کے لیے اس پر سوار ہو گئے۔ مسلمہ بن مخلدؓ کا بھیجا ہوا تحفہ بھی عریش مصر کے مقام پر آپ تک پہنچا۔"

ان کے سامنے صرف مقصد ہی نہیں بلکہ مقصد کا واضح تعین بھی ہوتا تھا۔ ایسا نہیں کہ ساری زندگی صرف سفر میں ہی گزار دی۔ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے، کہ صحابہ کرام احادیث اور دینی تعلیمات کی معرفت حاصل کرتے تھے اور ان کا

مقصد حیات اپنے وقت کو علم حاصل کرنے، لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت دلانا اور احادیث نبوی اور اسلامی تعلیمات کے ذخیرہ کو اکٹھا کر کے آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرنا تھا۔

(قال ابن مسعود، اني لاكره عن اري الرجل فارغا،لا في عمل الدنيا،لا في عمل الاخرة) (30)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو فارغ اور بیکار ہو نہ دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو نہ ہی آخرت کے کسی کام میں۔"

صحابہ کرامؓ اپنے اوقات میں برکت کی دعا کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی:

(اللهم انا نسالك صلاح الساعات والبركة في الاوقات)(31)

"اے اللہ! ہم آپ سے زندگی کی ساعت کی بہتری اور اوقات عمر میں برکت کا سوال کرتے ہیں۔"

(وقال عمر بن عبدالعزيز رضى الله عنه: ان الليل والنهار يعملان فيك، فاعمل فيهما)(32)

"عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، رات اور دن تم پر کام کرتے ہیں تم ان پر کام کرو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ وہ بہترین اور پاکیزہ ہستیاں ہیں جنہوں نے دین اسلام کی شمع تا قیامت روشن رکھنے کے لیے ہمیشہ اپنے اوقات کو منظم کیا اور کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا۔

تابعین اور تنظیم اوقات

اپنے اوقات کو منظم کرتے ہوئے وقت کی پوری قدر کرنا اور اپنی عمر کے ہر ایک لمحے سے فائدہ اٹھانا صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کا شعار رہا ہے۔ وہ ہمیشہ خدمت خلق، تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف، دعوت و تذکیر، ذکر و عبادت میں اپنے وقت کو صرف کیا کرتے تھے۔ تابعین، آئمہ کرام اور سلف صالحین نے حصول حدیث کے لیے اور اسانید کی تلاش میں دور دراز علاقوں کے بڑے پر مشقت اور تکلیف دہ سفر کیے، انہوں نے اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل کیا!!

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ(33)

"تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف پلٹ کر آئیں تا کہ وہ (گناہوں اور نافرمانی کی زندگی سے) بچیں۔"

امام شمس الدین ذہبیؒ نے خطیب بغدادیؒ کے متعلق لکھا ہے:

"وہ راہ چلتے بھی مطالعہ کرتے تھے تا کہ آنے جانے کا وقت ضائع نہ ہو۔(34)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یہ تھا کہ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مسجد کے گوشہ میں الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ کون ہیں وہ لوگ جن کو میں پڑھاؤں؟ چنانچہ چند لوگ آتے، آپ ان کو پڑھا دیتے، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو جاتا اور نماز کا پڑھنا جائز ہو جاتا تو اٹھتے اور نصف النہار تک نماز میں مشغول رہتے، پھر گھر واپس آکر آرام فرماتے، پھر زوال آفتاب کے بعد مسجد میں آتے اور عصر تک نماز پڑھتے رہتے، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ کون ہیں وہ لوگ جن کو میں پڑھاؤں؟ چنانچہ کچھ لوگ ان کے پاس آتے, آپ ان کو پڑھاتے, یہاں تک کہ جب سورج غروب ہو جاتا تو مغرب کی نماز پڑھتے، پھر دیگر نوافل میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس جاتے۔"[35]

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں مکہ کی ایک عورت کے زر خرید غلام تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کو بہترین طریقے سے تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصے میں اپنے مالکہ کی خدمت کا فرض ادا کرتے، اور دوسرے حصے کو اللہ تعالی کی عبادت کے لیے خالص کر رکھا تھا۔ جبکہ تیسرے حصے میں وہ علم حاصل کرتے، یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ سے علم کی بے شمار دولت جمع کی اور علم و فقہ اور حدیث رسول ﷺ سے اپنے سینے کو بھر لیا۔[36]

تنظیم اوقات کے موثر اصولوں اور اس کے درست استعمال کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے یہ تحقیق کی گئی ہے۔ اس سروے میں تعلیم و تدریس میں اوقات کی تنظیم کے فوائد اور اثرات کے جائزے کے لیے، تین مختلف گروپوں سے رائے لی گئی ہے۔

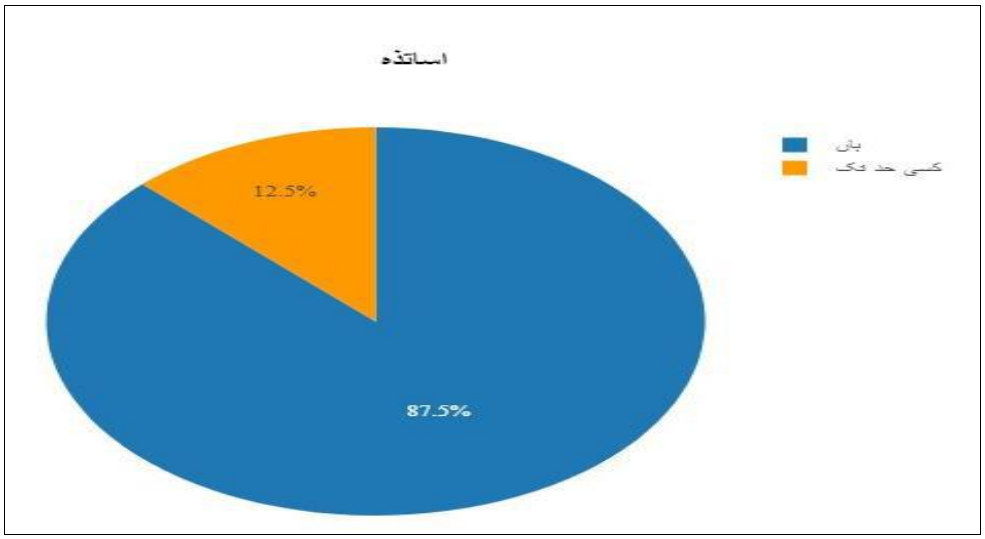
* اساتذہ (قومی و بین الاقوامی)
* ہائیر سٹڈیز طلباء (قومی و بین الاقوامی)
* اعلیٰ ثانوی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء

عمدہ نتائج کے حصول کے لیے قومی سطح کے علاوہ بین الاقوامی طور پر ان اساتذہ اور طالبان علم کی آراء بھی لی گئیں، جو پاکستان میں حصول علم کے بعد، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اور وہاں تحقیق و تدریس کی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔

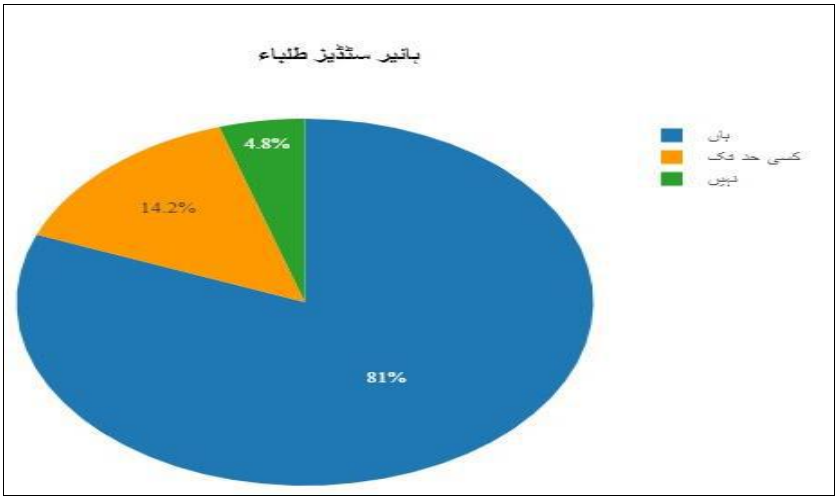
سوال ۱: درس و تدریس کے لیے مقررہ وقت کا تعین اثر پذیری کو بڑھاتا ہے۔

* ہاں
* کسی حد تک
* نہیں

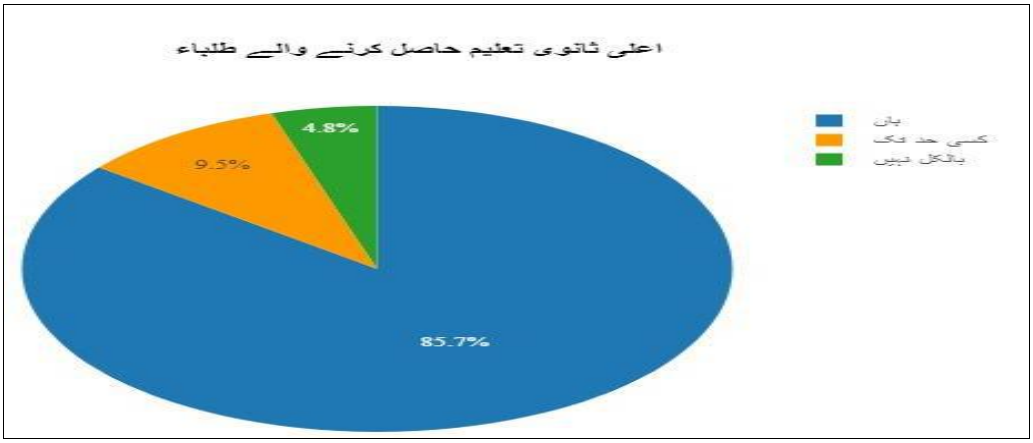
* بالکل نہیں



87.5 فیصد اساتذہ نے اس بات کی تائید کی کہ وقت کی صحیح منصوبہ بندی تدریسی عمل کو مزید موثر بناتی ہے، جس سے مواد کو بہتر طور پر منتقل کیا جا سکتا ہے اور طلبہ کی توجہ برقرار رہتی ہے۔ باقی 12.5 فیصد نے اس بات سے کسی حد تک اتفاق کی رائے ظاہر کی۔



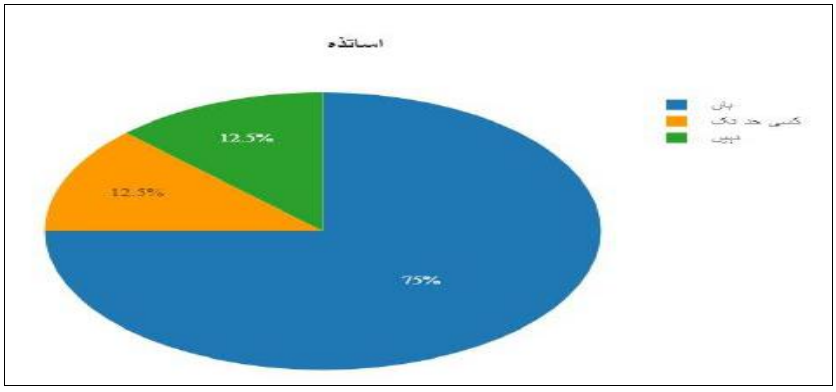
جب ہائیر سٹڈیز والے طلباء سے یہی سوال پوچھا گیا تو درس و تدریس میں وقت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے 81.0 فیصد طلباء نے اس کا جواب "ہاں" میں دیا جبکہ 14.2 فیصد طلباء نے اس بات کو "کسی حد تک" تسلیم کیا اور 4.8 فیصد نے اس سے اختلاف رائے ظاہر کی۔



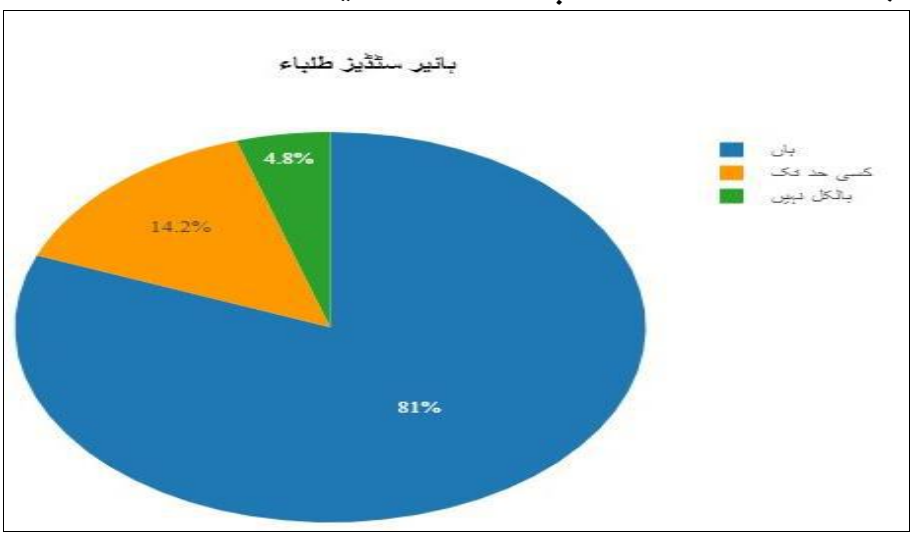
اسی سوال کا جواب اعلیٰ ثانوی تعلیم حاصل کرنے والے سے پوچھا گیا تو 85.7 فیصد نے اس بات کو تسلیم کیا اور 9.5 فیصد طلباء کی رائے کے مطابق درس و تدریس میں وقت کا تعین "کسی حد تک" اثر پذیری کو بڑھاتا ہے جبکہ 4.8 فیصد نے اس بات کو شدت سے مسترد کر دیا۔

سوال ۲: تنظیم اوقات سے تدریسی عمل کے دوران غیر ضروری وقفے کم ہوتے ہیں۔

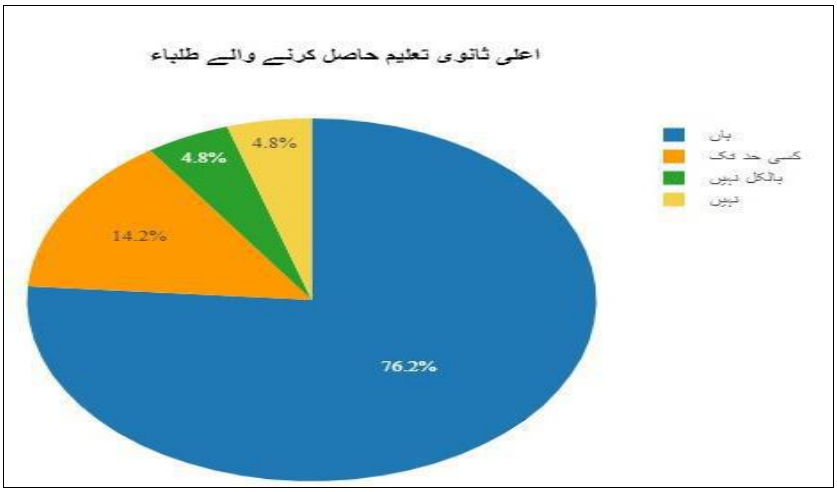
* ہاں
* کسی حد تک
* نہیں
* بالکل نہیں



درس و تدریس میں وقت کی مناسب تنظیم غیر ضروری وقفوں کو کم کر سکتی ہے جو کہ تدریسی عمل کی روانی اور طلباء کی توجہ میں بہتری لائی ہے۔ اس سوال کے جواب میں 75.0 فیصد اساتذہ نے اس بات کی تصدیق کی ہے جبکہ 12.5 فیصد نے کہا "کسی حد تک" جبکہ باقی 12.5 فیصد نے اس کے موثر ہونے پر اختلاف رائے کا اظہار کیا۔



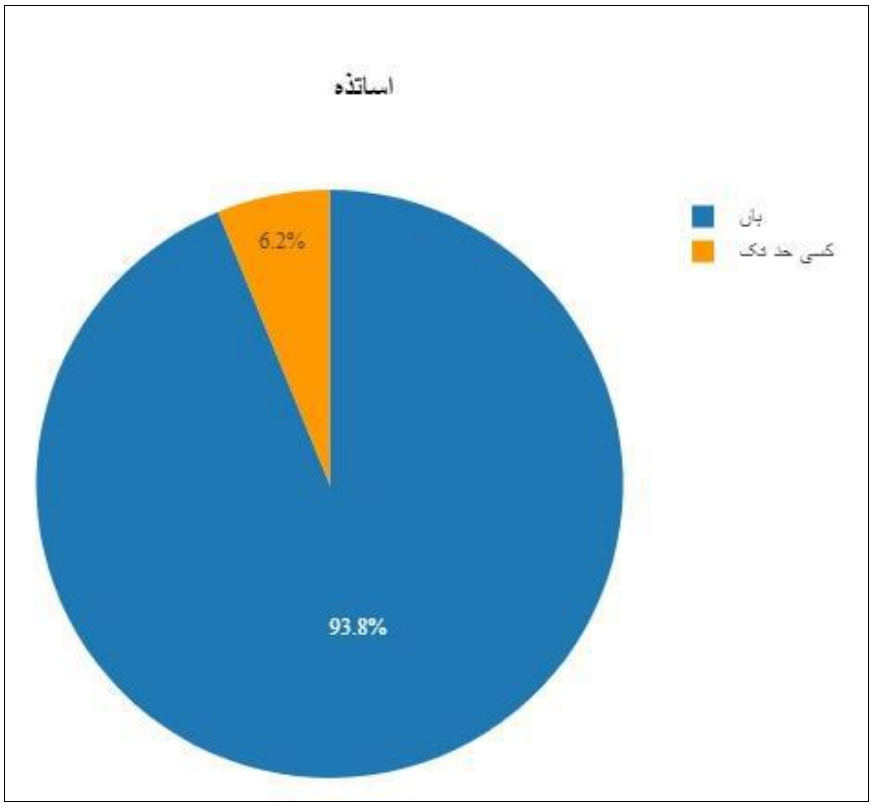
ہائیر سٹڈیز کے طلباء میں سے 81.0 فیصد طلباء کا کہنا ہے وقت کی تنظیم تدریسی عمل میں غیر ضروری وقفے کم کرنے میں مدد گار ہے جو تدریسی عمل میں روانی اور طلبہ کی توجہ کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ 14.2 فیصد نے اس کو "کسی حد تک" قبول کیا جبکہ 4.8 فیصد نے اس کا انکار کرتے ہوئے "بالکل نہیں" میں جواب دیا۔



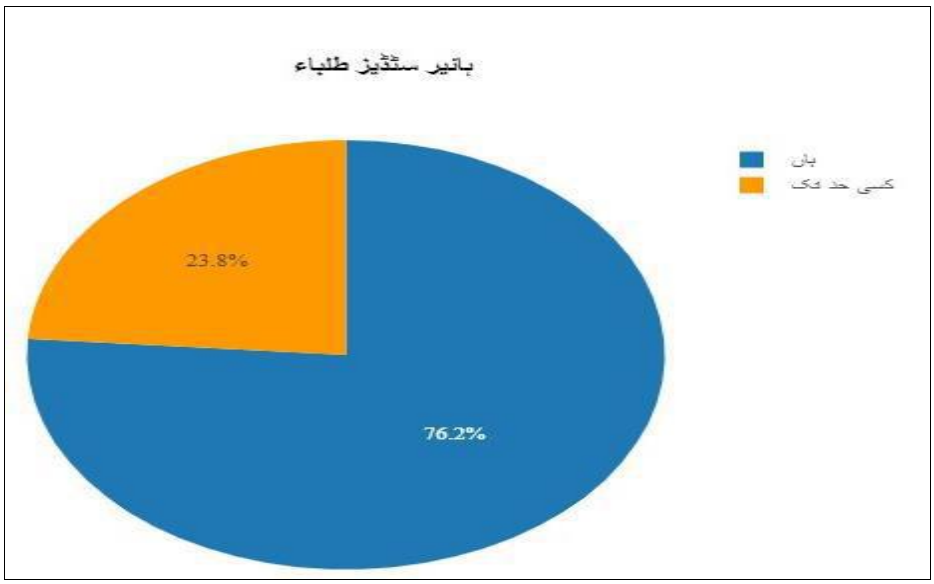
اعلیٰ ثانوی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء میں 76.2 فیصد نے وقت کی تنظیم کو تدریسی عمل میں غیر ضروری وقفے کم کرنے کے لیے مفید قرار دیا، جبکہ 14.2 فیصد نے اس سے "کسی حد تک" اتفاق کیا اور 4.8 فیصد نے اس سے اختلاف کیا اور اتنے ہی فیصد طلباء نے اس کی تاثیر کو مسترد کر دیا۔

سوال ۳: تعلیمی اداروں میں تنظیم اوقات کی موثر مہارتوں اور طریقہ کار کی مشق ہونی چاہیے۔

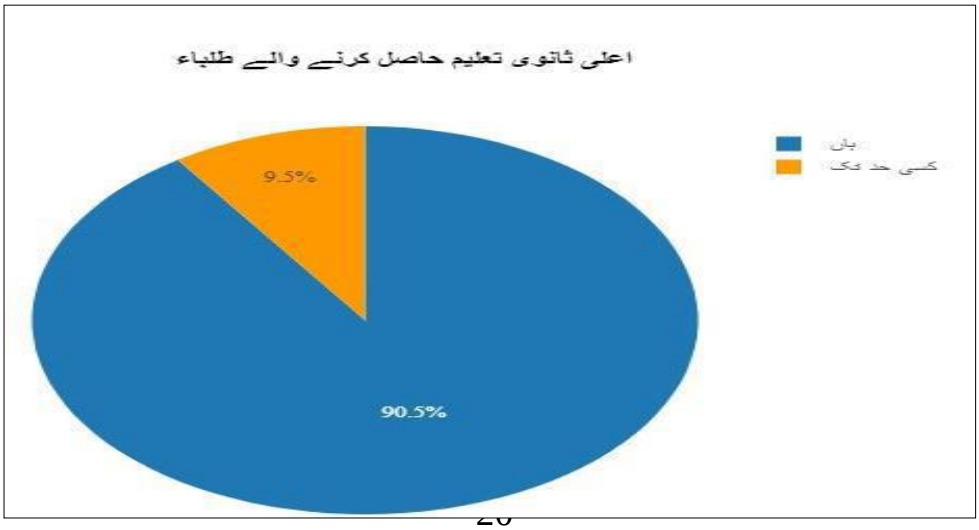
* ہاں
* کسی حد تک
* نہیں
* بالکل نہیں



93.8 فیصد اساتذہ نے اس بات کی تائید کی کہ تعلیمی اداروں میں وقت کی تنظیم کی موثر مہارتوں اور طریقہ کار کی مشق ضروری ہے تاکہ تعلیمی عمل کی کارکردگی کو بڑھایا جاسکے۔ ان کے جوابات کے مطابق اس سے تدریسی عمل کی بہتر منصوبہ بندی اور طلبہ کی کارکردگی میں بہتری آئے گی۔ 6.2 فیصد اساتذہ نے بھی اس سے "کسی حد تک" اتفاق کیا۔



ہائیر سٹڈیز کے طلباء میں سے 76.2 فیصد نے "ہاں" میں جواب دے کر اس بات کی تائید کی کہ تعلیمی اداروں میں وقت کی تنظیم کی موثر مہارتوں اور طریقہ کی مشق ہونی چاہیے کیونکہ یہ تعلیمی عمل میں بہتری لانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جبکہ 23.8 فیصد طلباء نے "کسی حد تک" اتفاق کیا کہ اس طرح کی مشقوں کی اہمیت کو تسلیم کیا جاسکتا ہے۔



اسی سوال کے جواب میں 90.5 فیصد طلباء اس سے متفق ہیں اور 9.5 فیصد "کسی حد تک" اس کے حق میں ہیں۔

حاصل بحث

درس و تدریس اور حصول علم میں پختگی کے لیے اوقات کی تنظیم ضروری ہے۔ حصول علم کے لیے وقت مقرر کرنا وقت کی اہم ترین جہت ہے۔ قرآن کے وقت اور حالات کے پیش نظر نازل ہونے میں بھی درس و تدریس کے لیے اوقات کی تنظیم کا سبق ملتا ہے۔ نزول قرآن کے اسی اصول کے پیش نظر آپ ﷺ صحابہ کی تعلیم و تربیت کے لیے اوقات کی تنظیم کا خیال رکھتے تھے۔ علم کے ذریعے ایک نسل دوسری نسل کو اپنا تہذیبی اور تمدنی ورثہ منتقل کرتی ہے تاکہ ان کے آنے والے ورثاء اقوام عالم کے شانہ بشانہ زندگی کی دوڑ میں شریک ہو سکیں اور یہ سب اس وقت ممکن ہے جب علم کی طلب رکھنے والا طالب علم اپنے وقت کی پابندی کرے گا اور اپنے اوقات کو منظم کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

1. al-Bukhārī, Imām, Muḥammad ibn Ismāʿīl Abū ʿAbd Allāh al-Juʿfī, al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa Sunanih wa Ayyāmih, (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), 1: 25.
2. ʿAbd al-Kabīr Muḥsin, Dr., Tawfīq al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Lahore: Maktabah Qudūsiyyah, 2007), 1: 154.
3. al-Furqān, 25:32.
4. Rāghib Iṣfahānī, Abū al-Qāsim al-Ḥusayn ibn Muḥammad, Imām, al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān, (Beirut: Dār al-Qalam, 1412 AH), 1: 341.
5. Māwdūdī, Abū al-Aʿlā Sayyid, Mawlānā, Tafhīm al-Qurʾān, (Lahore: Maktabah Taʿmīr Insāniyyat, 1973), 3: 449.
6. Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, Tadabbur al-Qurʾān, (Lahore: Idārah Farān Foundation, 1402 AH), 4: 594.
7. Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh al-Qazwīnī, Imām, Sunan Ibn Mājah, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, 1273 AH), 1: 34.
8. al-Khaṭīb al-Baghdādī, Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī ibn Thābit, al-Faqīh wa al-Mutafaqqih, (Saudi Arabia: Dār Ibn al-Jawzī, 1421 AH), 1: 171.
9. Iḍāan, p. 114.
10. ʿAbd al-Fattāḥ Abū Ghuddah, Shaykh, Qīmat al-Zaman ʿind al-ʿUlamāʾ, 1: 26.
11. al-Jawzī, Jamāl al-Dīn Abū al-Faraj ʿAbd al-Raḥmān, Imām, Ḥifẓ al-ʿUmr, Bāb fī Dhikr Sabab Taḍyīʿ al-ʿUmr, p. 63.
12. al-Qarḍāwī, Yūsuf, ʿAllāmah, al-Waqt fī Ḥayāt al-Muslim, p. 10.
13. al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī, Abwāb al-ʿIlm, Bāb Mā Jāʾa fī Faḍl al-Fiqh ʿala al-ʿIbādah, ḥadīth: 2681, vol. 5, p. 48.

14. al-Bukhārī, Imām, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Riqāq, Bāb: Lā ʿĪsh Illā ʿĪsh al-Ākhirah, ḥadīth: 6412, vol. 8, p. 88.
15. ʿAbd al-Fattāḥ Abū Ghuddah, Shaykh, Qīmat al-Zaman ʿind al-ʿUlamāʾ, p. 113.
16. Ibid., p. 53.
17. ʿAbd al-Fattāḥ Abū Ghuddah, Shaykh (1417 AH), Qīmat al-Zaman ʿind al-ʿUlamāʾ, p. 114.
18. al-Mahdī, Wisām ibn Muḥammad, al-Qāḍī, Ṣayd al-Afkār fī al-Ādāb wa al-Akhlāq wa al-Ḥikam wa al-Amthāl, al-Faṣl al-Sādis wa al-Arbaʿūn: al-Waqt, p. 350, vol. 2
19. al-Qarḍāwī, Yūsuf, ʿAllāmah, al-Waqt fī Ḥayāt al-Muslim, p. 13.
20. Ibid., p. 13.
21. al-Tirmidhī, Muḥammad ibn Mūsā, al-Shamāʾil al-Muḥammadiyyah, al-Idārah al-ʿĀmmah, Qatar, al-Awwal, 1440 AH, Bāb Mā Jāʾa fī Tawāḍuʿ Rasūl Allāh ﷺ, ḥadīth: 319, vol. 1, p. 248.
22. Ibn Kathīr, ʿImād al-Dīn, Abū al-Fidāʾ, Imām, Sīrat al-Nabī ﷺ, trans. Mawlānā Hidāyat Allāh Nadwī, (Lahore: Maktabah Qudūsiyyah, Oct. 1992), vol. 3, p. 327.
23. al-Bukhārī, Imām, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Iʿtiṣām bi al-Kitāb wa al-Sunnah, Bāb Taʿlīm al-Nabī ﷺ Ummatah min al-Rijāl wa al-Nisāʾ Mimma ʿAllamahu Allāh, ḥadīth: 7310, vol. 9, p. 101.
24. Muslim, Imām, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Ruʾyā, Bāb: Ruʾyā al-Nabī ﷺ, ḥadīth: 2275, vol. 4, p. 1781.
25. al-Bukhārī, Imām, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-ʿIlm, Bāb al-Tanāwub fī al-ʿIlm, ḥadīth: 89, vol. 1, p. 29.
26. Abū Dāʾūd, al-Sunan Abī Dāʾūd (275 AH), Kitāb al-ʿIlm, Bāb al-Ḥath ʿalā Ṭalab al-ʿIlm, ḥadīth: 3641, vol. 3, p. 317.
27. al-Bukhārī, Imām, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-ʿIlm, Bāb al-Khurūj fī Ṭalab al-ʿIlm, vol. 1, p. 26.
28. al-Bukhārī, Imām, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb al-Qurrāʾ min Aṣḥāb al-Nabī ﷺ, ḥadīth: 5003, vol. 6, p. 187.
29. al-Ḥākim, Abū ʿAbd Allāh, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh, al-Naysābūrī (d. 405 AH), Maʿrifat ʿUlūm al-Ḥadīth, Dhikr Awwal Nawʿ min Anwāʿ ʿIlm al-Ḥadīth..., vol. 1, p. 7.
30. al-Aṣbahānī, Abū Nuʿaym Aḥmad ibn ʿAbd Allāh ibn Mūsā ibn Mihrān (430 AH), Ḥilyat al-Awliyāʾ wa Ṭabaqāt al-Aṣfiyāʾ, (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1394 AH), vol. 1, p. 130.
31. al-Mahdī, Wisām ibn Muḥammad, al-Qāḍī, Ṣayd al-Afkār fī al-Ādāb wa al-Akhlāq wa al-Ḥikam wa al-Amthāl, vol. 2, p. 350.
32. Ibid.
33. al-Tawbah, 9:122.
34. al-Dhahabī, Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad, Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa al-Aʿlām, (Beirut: Dār al-ʿArab al-Islāmī, 2003), vol. 12, p. 1100.
35. al-Jawzī, Ḥifẓ al-ʿUmr, Bāb al-Thānī fī Dhikr man kān yubādir al-ʿUmr wa yubālagh fī Ḥifẓ Laḥẓātih, p. 39.
36. ʿAbd al-Raḥmān Rāfiʿ Pāshā, trans. Irshād al-Raḥmān Ṣiddīqī, Tadhkirah al-Tābiʿīn, (Lahore: al-Maktabah al-Raḥmāniyyah, 2002), p. 19.